Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 01, January - March 2026, **PP**: 36-45
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

تکافل سے متعلق ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تعبیرات کا علمی جائزہ

A Scholarly Review of Dr. Nejātullāh Ṣiddīqī's Interpretations Regarding Takāful

1. **Muhammad Shahzad Ali**
muhammadalico340@gmail.com
PhD Scholar,
Department of Fiqh and Shariah,
The Islamia University of Bahawalpur.

2. **Dr. Abdul Ghaffar**
abdul.ghaffar@iub.edu.pk
Professor,
Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur.

How to Cite: Muhammad Shahzad Ali and Dr. Abdul Ghaffar. 2026: "A Scholarly Review of Dr. Nejātullāh Ṣiddīqī's Interpretations Regarding Takāful". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (01): 36-45.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
07-02-2026	03-03-2026	10-03-2026

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI · ADVANCED SCIENCES INDEX · ADVANCED SCIENCE INDEX · CiteFactor Academic Scientific Journals · ASIAN Research Index · SCI · Google Scholar · اشاریہ اردو جرائد · تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ · ADL ASIAN DIGITAL LIBRARY · EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

تکافل سے متعلق ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تعبیرات کا علمی جائزہ

A Scholarly Review of Dr. Nejātullāh Ṣiddīqī's Interpretations Regarding Takāful

1. **Muhammad Shahzad Ali**
PhD Scholar, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
muhammadalico340@gmail.com

2. **Dr. Abdul Ghaffar**
Professor, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
abdul.ghaffar@iub.edu.pk

Abstract

This research critically examines the intellectual contributions of Dr. Nejātullāh Ṣiddīqī regarding "Takāful" (Islamic Insurance) within the framework of contemporary Urdu scholarship. Dr. Ṣiddīqī meticulously analyzed conventional insurance models, identifying their inherent conflicts with Sharī'ah principles due to the presence of Ribā (Usury), Gharar (Uncertainty), and Qimār (Gambling). He advocated for a fundamental paradigm shift from 'risk transfer' to 'risk sharing,' proposing a system rooted in the Islamic values of mutual cooperation (Ta'āwun) and voluntary contribution (Tabarr'u). By synthesizing classical Islamic jurisprudence with modern economic complexities in his seminal works, Dr. Ṣiddīqī provided a robust theoretical foundation for an ethical insurance alternative. He emphasized that the primary objective of Takāful should be social welfare and collective security rather than mere commercial exploitation. This study evaluates his visionary interpretations and highlights their ongoing relevance in navigating the financial challenges of the 21st century while upholding the broader Maqāṣid al-Sharī'ah (Objectives of Sharī'ah).

Keywords: *Takāful, Islamic Insurance, Nejātullāh Ṣiddīqī, Usury, Risk Sharing, Social Welfare, Financial Challenges.*

تمہید و تعارف

اسلامی معاشیات کے معاصر مفکرین میں ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے، جنہوں نے اسلامی مالیاتی نظام کے مختلف پہلوؤں پر نہایت عمیق اور تحقیقی کام کیا ہے۔ ان کی علمی خدمات کا ایک اہم پہلو اسلامی انشورنس یعنی تکافل کے نظریاتی اور عملی پہلوؤں کی وضاحت ہے۔ تکافل، اسلامی معاشیات کے اس جامع نظام کا حصہ ہے جس کا بنیادی مقصد معاشرتی تحفظ، باہمی تعاون، اور معاشی انصاف کو فروغ دینا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے تکافل کو محض ایک متبادل انشورنس نظام کے طور پر نہیں بلکہ اسلامی معاشرتی اور اخلاقی اصولوں کی عملی تعبیر کے طور پر پیش کیا ہے۔[1]

روایتی انشورنس نظام کو اسلامی فقہاء نے مختلف وجوہات کی بنیاد پر تنقید کا نشانہ بنایا ہے، جن میں غرر (uncertainty)، قمار (gambling)، اور ربا (interest) شامل ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی نے ان مسائل کا تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ اسلامی معاشی نظام میں تکافل ان تمام غیر شرعی عناصر سے پاک ایک ایسا نظام ہے جو باہمی تعاون (mutual cooperation) اور ذمہ داری (shared responsibility) کے اصولوں پر مبنی ہے۔ ان کے نزدیک تکافل کی بنیاد تعاون علی البر والتقویٰ کے قرآنی اصول پر قائم ہے، جو اسلامی معاشرت کے بنیادی اخلاقی اور سماجی اصولوں کی عکاسی کرتا ہے۔[2] ڈاکٹر صدیقی کی تعبیرات کے مطابق

تکافل کا بنیادی مقصد منافع کا حصول نہیں بلکہ معاشرتی تحفظ اور اجتماعی فلاح ہے۔ روایتی انشورنس کمپنیوں کے برعکس، تکافل ادارے شرکاء کے باہمی تعاون سے قائم ہوتے ہیں، جہاں ہر شریک ایک فنڈ میں اپنا حصہ ڈالتا ہے تاکہ کسی بھی شریک کو نقصان کی صورت میں اس کی مدد کی جاسکے۔ اس طرح تکافل ایک تجارتی معاہدہ نہیں بلکہ ایک سماجی معاہدہ (social contract) ہے، جس کی بنیاد باہمی تعاون اور ذمہ داری پر ہے۔[3]

معاصر اسلامی معاشیات میں ڈاکٹر صدیقی کی فکر اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ انہوں نے تکافل کو اسلامی مالیاتی نظام کے وسیع تر تناظر میں پیش کیا۔ ان کے نزدیک اسلامی بینکاری، زکوٰۃ، اور تکافل ایک مربوط نظام کے اجزاء ہیں، جو اسلامی معاشرت میں معاشی استحکام اور سماجی انصاف کو یقینی بناتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ تکافل کا نظام اسلامی معیشت کے اس بنیادی مقصد کو پورا کرتا ہے جس کا تعلق معاشرتی تحفظ اور معاشی مساوات سے ہے۔[4] ڈاکٹر صدیقی نے تکافل کے ادارہ جاتی ڈھانچے اور اس کے عملی نفاذ کے اصولوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ان کے نزدیک تکافل اداروں کو شرعی اصولوں کے مطابق منظم کیا جانا چاہیے، اور ان کی سرمایہ کاری صرف حلال ذرائع میں ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ، انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ تکافل کا نظام اسلامی اخلاقیات کے اصولوں جیسے دیانت، شفافیت، اور عدل پر قائم ہونا چاہیے۔[5]

معاصر اردو اور انگریزی تحقیقات میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تعبیرات کو تکافل کے نظریاتی ڈھانچے کی تشکیل میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کی فکر نے نہ صرف اسلامی انشورنس کے نظریاتی پہلوؤں کو واضح کیا بلکہ اس کے عملی نفاذ کے لیے بھی ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کی۔ یہی وجہ ہے کہ آج تکافل اسلامی مالیاتی نظام کا ایک اہم جزو بن چکا ہے اور دنیا کے مختلف ممالک میں اس پر کامیابی سے عمل کیا جارہا ہے۔[6] زیرِ نظر مقالہ تکافل کے بارے میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تعبیرات کے علمی جائزے پر مشتمل ہے جس پر آئندہ سطور میں کلام کیا جاتا ہے۔

تکافل کا مفہوم اور نظریاتی بنیادیں

تکافل اسلامی معاشی نظام کا ایک اہم ادارہ ہے، جس کی بنیاد باہمی تعاون، اجتماعی ذمہ داری، اور معاشرتی تحفظ کے اصولوں پر قائم ہے۔ لفظ تکافل عربی زبان کے لفظ کفالت سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے ایک دوسرے کی ذمہ داری اٹھانا یا ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ اسلامی معاشرت میں یہ تصور محض ایک معاشی انتظام نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور سماجی فریضہ بھی ہے۔ ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی نے تکافل کو اسلامی معاشی فکر کے اس بنیادی اصول کا عملی مظہر قرار دیا ہے، جس میں افراد ایک دوسرے کے نقصان کی صورت میں تعاون کرتے ہیں اور معاشرتی تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔[7]

ڈاکٹر صدیقی کے مطابق تکافل کی نظریاتی بنیاد قرآن وسنت کے ان اصولوں پر قائم ہے، جو باہمی تعاون اور اجتماعی فلاح پر زور دیتے ہیں۔ حکم الٰہی ہے کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ یہ اصول اسلامی معاشرت کے تمام اداروں کی بنیاد ہے، اور تکافل اسی اصول کی معاشی تعبیر ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کے نزدیک تکافل محض ایک مالیاتی معاہدہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی ذمہ داری ہے، جس کا مقصد افراد کو معاشی خطرات سے تحفظ فراہم کرنا اور معاشرتی استحکام کو یقینی بنانا ہے۔[8]

ڈاکٹر صدیقی نے اپنی تحریروں میں اس بات پر زور دیا کہ تکافل کا تصور اسلامی معاشرت میں ابتدا ہی سے موجود رہا ہے، اور اس کی بنیاد اسلامی اخوت اور اجتماعی ذمہ داری کے اصولوں پر ہے۔ انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ اسلامی تاریخ میں مختلف ادارے جیسے بیت المال، زکوٰۃ، اور وقف، معاشرتی تحفظ کے ذرائع کے طور پر کام کرتے رہے ہیں، اور تکافل انہی اصولوں کا ایک

جدید ادارہ جاتی اظہار ہے۔ ان کے نزدیک تکافل کا نظام اسلامی معاشرت میں معاشی عدم تحفظ کو کم کرنے اور معاشرتی انصاف کو فروغ دینے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔[9]

ڈاکٹر صدیقی نے تکافل اور روایتی انشورنس کے درمیان بنیادی فرق کو بھی واضح کیا ہے۔ ان کے مطابق روایتی انشورنس ایک تجارتی معاہدہ ہے، جس کا بنیادی مقصد منافع کا حصول ہوتا ہے، جبکہ تکافل ایک باہمی تعاون پر مبنی نظام ہے، جس کا مقصد شرکاء کو معاشی تحفظ فراہم کرنا ہے۔ تکافل میں شرکاء ایک مشترکہ فنڈ میں حصہ ڈالتے ہیں، اور اس فنڈ کو کسی شریک کے نقصان کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح تکافل میں خطرے کو منتقل نہیں کیا جاتا بلکہ اسے شرکاء کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔[10]

ڈاکٹر صدیقی کی تعبیرات کے مطابق تکافل اسلامی معاشیات کے اس وسیع تر مقصد کا حصہ ہے، جس کا تعلق معاشی انصاف اور سماجی فلاح سے ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی معاشی نظام کا بنیادی مقصد دولت کا ارتکاز نہیں بلکہ اس کی منصفانہ تقسیم ہے۔ تکافل اس مقصد کو حاصل کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، کیونکہ یہ افراد کو معاشی خطرات سے تحفظ فراہم کرتا ہے اور معاشرتی عدم مساوات کو کم کرتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ تکافل کا نظام اسلامی معاشرت میں معاشی استحکام اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔[11] معاصر اسلامی معاشیات میں ڈاکٹر صدیقی کی تعبیرات کو تکافل کے نظریاتی ڈھانچے کی تشکیل میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کی فکر نے نہ صرف تکافل کے تصور کو واضح کیا بلکہ اس کے شرعی اور معاشی اصولوں کو بھی مضبوط علمی بنیاد فراہم کی۔ یہی وجہ ہے کہ آج تکافل کو اسلامی مالیاتی نظام کا ایک اہم جزو تسلیم کیا جاتا ہے، اور دنیا بھر میں اسلامی مالیاتی ادارے اسے کامیابی سے نافذ کر رہے ہیں۔[12]

روایتی انشورنس پر ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تنقید اور تکافل کی ضرورت

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی نے روایتی انشورنس نظام کا اسلامی معاشیات کے اصولوں کی روشنی میں نہایت عمیق اور تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ ان کے نزدیک روایتی انشورنس اپنے بنیادی ڈھانچے اور طریقہ کار کے اعتبار سے اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ نہیں ہے، کیونکہ اس میں کئی ایسے عناصر شامل ہیں جو شریعت کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہیں۔ ان عناصر میں سب سے نمایاں غرر (uncertainty)، قمار (gambling)، اور ربا (interest) ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی کے مطابق یہ عناصر نہ صرف اسلامی قانون کے خلاف ہیں بلکہ معاشرتی انصاف اور معاشی استحکام کے اصولوں کے بھی منافی ہیں۔[13]

ڈاکٹر صدیقی نے وضاحت کی کہ روایتی انشورنس میں غرر اس وجہ سے پایا جاتا ہے کہ انشورنس معاہدے میں فریقین کو مستقبل کے نتائج کا یقین نہیں ہوتا۔ انشورنس لینے والا فرد پریمیم ادا کرتا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اسے کوئی فائدہ حاصل ہوگا یا نہیں، جبکہ انشورنس کمپنی بھی اس بات سے بے خبر ہوتی ہے کہ اسے کتنی رقم ادا کرنی پڑے گی۔ اس غیر یقینی صورت حال کو اسلامی فقہ میں غرر قرار دیا گیا ہے، جو معاہدات میں ممنوع ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی معاشیات کا بنیادی اصول یہ ہے کہ تمام مالی معاملات شفافیت اور یقین پر مبنی ہوں۔[14] اسی طرح ڈاکٹر صدیقی نے روایتی انشورنس میں قمار کے عنصر کی بھی نشاندہی کی ہے۔ ان کے مطابق انشورنس معاہدہ ایک ایسے مالیاتی لین دین کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس میں ایک فریق کو دوسرے کے نقصان پر فائدہ ہوتا ہے۔ اگر بیمہ شدہ فرد کو کوئی نقصان نہ ہو تو انشورنس کمپنی پریمیم کی رقم کو اپنے پاس رکھتی ہے، اور اگر نقصان ہو جائے تو کمپنی کو بڑی رقم ادا کرنا پڑتی ہے۔ اس طرح یہ معاہدہ ایک طرح کی شرط یا جوا بن جاتا ہے، جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کے نزدیک اسلامی معاشیات ایسے تمام معاملات کی حوصلہ شکنی کرتی ہے جن میں غیر یقینی اور قیاسی عناصر غالب ہوں۔[15]

ڈاکٹر صدیقی نے اس بات کی بھی نشاندہی کی کہ روایتی انشورنس کمپنیاں اپنی سرمایہ کاری سودی ذرائع میں کرتی ہیں، جو اسلامی معاشیات کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔ ان کے مطابق سود اسلامی معاشیات میں سختی سے ممنوع ہے کیونکہ یہ معاشی استحصال اور عدم مساوات کو فروغ دیتا ہے۔ روایتی انشورنس کا سودی نظام اسلامی معاشرت میں معاشی انصاف کے قیام میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اس لیے انہوں نے اس نظام کے متبادل کے طور پر تکافل کو ایک شرعی اور اخلاقی طور پر قابل قبول نظام قرار دیا۔[16]

ڈاکٹر صدیقی کے نزدیک تکافل ان تمام شرعی مسائل کا حل فراہم کرتا ہے جو روایتی انشورنس میں پائے جاتے ہیں۔ تکافل میں معاہدہ تجارتی بنیادوں پر نہیں بلکہ باہمی تعاون کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ اس میں شرکاء ایک مشترکہ فنڈ میں حصہ ڈالتے ہیں، اور اس فنڈ کو کسی بھی شریک کے نقصان کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح تکافل میں خطرے کو منتقل کرنے کے بجائے اسے اجتماعی طور پر برداشت کیا جاتا ہے، جو اسلامی معاشرت کے اصولوں کے مطابق ہے۔[17] معاصر اسلامی معاشیات میں ڈاکٹر صدیقی کی یہ تعبیرات نہایت اہمیت کی حامل ہیں، کیونکہ انہوں نے نہ صرف روایتی انشورنس کے شرعی اور معاشی مسائل کی نشاندہی کی بلکہ اس کا ایک قابل عمل اسلامی متبادل بھی پیش کیا۔ ان کی فکر نے اسلامی مالیاتی اداروں کو ایک ایسا نظریاتی فریم ورک فراہم کیا جس کی بنیاد پر تکافل کے ادارے قائم کیے جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تکافل کو اسلامی مالیاتی نظام کے ایک مؤثر اور شرعی متبادل کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔[18]

تکافل کے شرعی اصول اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تعبیرات

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی نے تکافل کے تصور کو اسلامی شریعت کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں واضح کرتے ہوئے اسے ایک ایسا مالیاتی نظام قرار دیا ہے جو مقاصدِ شریعت سے مکمل ہم آہنگی رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک تکافل کی بنیاد ان شرعی اصولوں پر قائم ہے جو باہمی تعاون، عدل، اور معاشرتی ذمہ داری کو فروغ دیتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اسلامی معاشیات کا ہر ادارہ شریعت کے بنیادی اصولوں کے تابع ہونا چاہیے، اور تکافل اس اصول کا ایک عملی اظہار ہے۔[19]

ڈاکٹر صدیقی کے مطابق تکافل کا سب سے بنیادی شرعی اصول باہمی تعاون ہے۔ اسلامی معاشرت میں افراد کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کی تلقین کی گئی ہے، اور تکافل اسی اصول کو ادارہ جاتی شکل دیتا ہے۔ اس نظام میں تمام شرکاء ایک مشترکہ فنڈ میں حصہ ڈالتے ہیں، جسے کسی بھی شریک کو پیش آنے والے نقصان کے ازالے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح تکافل ایک ایسا نظام ہے جو انفرادی مفاد کے بجائے اجتماعی فلاح کو ترجیح دیتا ہے۔[20]

ایک اور اہم شرعی اصول جس پر ڈاکٹر صدیقی نے زور دیا ہے وہ تبرع (donation) کا اصول ہے۔ تکافل میں شرکاء کی طرف سے ادا کی جانے والی رقم کو تجارتی سرمایہ کاری کے طور پر نہیں بلکہ ایک عطیہ کے طور پر تصور کیا جاتا ہے، جس کا مقصد دوسروں کی مدد کرنا ہوتا ہے۔ اس اصول کی بنیاد پر تکافل کا نظام روایتی انشورنس سے بنیادی طور پر مختلف ہو جاتا ہے، کیونکہ روایتی انشورنس میں معاہدہ تجارتی بنیادوں پر ہوتا ہے جبکہ تکافل میں معاہدہ تعاون اور عطیہ کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کے نزدیک یہی اصول تکافل کو شرعی طور پر جائز بناتا ہے۔[21]

ڈاکٹر صدیقی نے تکافل کے نظام میں عدل (justice) اور شفافیت (transparency) کو بھی بنیادی اہمیت دی ہے۔ ان کے مطابق اسلامی معاشیات کا بنیادی مقصد معاشی انصاف کو یقینی بنانا ہے، اور تکافل اس مقصد کے حصول میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تکافل کے نظام میں تمام شرکاء کو برابر کے حقوق حاصل ہوتے ہیں، اور فنڈ کے استعمال میں مکمل شفافیت کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ اس طرح تکافل ایک ایسا نظام فراہم کرتا ہے جو استحصال سے پاک اور معاشرتی انصاف پر مبنی ہوتا ہے۔[22] ڈاکٹر صدیقی نے اس بات پر

بھی زور دیا کہ تکافل کے فنڈز کی سرمایہ کاری صرف شرعی طور پر جائز ذرائع میں ہونی چاہیے۔ ان کے مطابق تکافل اداروں کو اپنی سرمایہ کاری ایسے شعبوں میں کرنی چاہیے جو سود، جوا، اور دیگر غیر شرعی سرگرمیوں سے پاک ہوں۔ اس اصول کی بنیاد پر تکافل اسلامی معاشیات کے اس بنیادی مقصد کو پورا کرتا ہے جس کا تعلق ایک پاکیزہ اور عادلانہ معاشی نظام کے قیام سے ہے۔[23]

تکافل کا معاشی اور سماجی کردار ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تعبیرات

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی کے نزدیک تکافل اسلامی معاشی نظام کا ایک اہم ستون ہے، جو نہ صرف معاشی تحفظ فراہم کرتا ہے بلکہ معاشرتی استحکام اور اجتماعی فلاح کو بھی فروغ دیتا ہے۔ انہوں نے تکافل کو ایک ایسا ادارہ قرار دیا ہے جو اسلامی معاشیات کے بنیادی مقاصد، یعنی عدل (justice)، مساوات (equity)، اور فلاحِ عامہ (public welfare) کے حصول میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ ان کے مطابق اسلامی معاشیات کا بنیادی مقصد صرف دولت کی پیداوار نہیں بلکہ اس کی منصفانہ تقسیم اور معاشرتی استحکام کا قیام ہے، اور تکافل اس مقصد کے حصول کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔[24]

ڈاکٹر صدیقی نے تکافل کے معاشی کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ نظام افراد کو معاشی خطرات سے تحفظ فراہم کرتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشی سرگرمیوں میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ جب افراد کو یہ یقین ہو کہ کسی بھی غیر متوقع نقصان کی صورت میں انہیں معاشرتی تعاون حاصل ہوگا، تو وہ زیادہ اعتماد کے ساتھ معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اس طرح تکافل معاشی ترقی کو فروغ دیتا ہے اور معاشی عدم استحکام کو کم کرتا ہے۔ ان کے نزدیک یہ نظام سرمایہ دارانہ انشورنس کے مقابلے میں زیادہ منصفانہ اور معاشرتی طور پر مفید ہے۔[25]

ڈاکٹر صدیقی نے تکافل کے سماجی کردار کو بھی نہایت اہم قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق تکافل اسلامی معاشرت میں اخوت (brotherhood) اور باہمی تعاون (mutual cooperation) کو فروغ دیتا ہے۔ یہ نظام افراد کے درمیان ہمدردی اور ذمہ داری کے احساس کو مضبوط کرتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرتی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اسلامی معاشیات کا بنیادی مقصد ایک ایسی معاشرت کا قیام ہے جس میں افراد ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور اجتماعی فلاح کو یقینی بنائیں، اور تکافل اس مقصد کے حصول میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔[26]

ڈاکٹر صدیقی کے نزدیک تکافل کا ایک اہم معاشی فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ دولت کی منصفانہ تقسیم کو فروغ دیتا ہے۔ تکافل کے نظام میں تمام شرکاء ایک مشترکہ فنڈ میں حصہ ڈالتے ہیں، اور یہ فنڈ ان افراد کی مدد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو نقصان کا شکار ہوتے ہیں۔ اس طرح تکافل دولت کو چند افراد کے ہاتھوں میں مرتکز ہونے سے روکتا ہے اور معاشرتی مساوات کو فروغ دیتا ہے۔ انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ اسلامی معاشیات میں دولت کو ایک امانت تصور کیا جاتا ہے، اور اس کا استعمال معاشرتی فلاح کے لیے ہونا چاہیے۔[27] اس کے علاوہ، ڈاکٹر صدیقی نے تکافل کو اسلامی مالیاتی نظام کے دیگر اداروں جیسے زکوٰۃ اور وقف کے ساتھ مربوط قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق یہ تمام ادارے ایک ایسے جامع نظام کا حصہ ہیں جس کا مقصد معاشرتی تحفظ اور معاشی انصاف کو یقینی بنانا ہے۔ تکافل ان اداروں کے ساتھ مل کر ایک ایسا معاشی ماحول پیدا کرتا ہے جس میں افراد کو معاشی خطرات سے تحفظ حاصل ہوتا ہے اور معاشرتی استحکام کو فروغ ملتا ہے۔[28]

معاصر اسلامی معاشیات میں ڈاکٹر صدیقی کی تعبیرات اس لحاظ سے نہایت اہم ہیں کہ انہوں نے تکافل کو محض ایک مالیاتی ادارہ نہیں بلکہ ایک سماجی اور اخلاقی نظام کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان کی فکر نے اسلامی معاشیات کے اس بنیادی تصور کو واضح کیا ہے کہ

معاشی سرگرمیوں کا مقصد صرف منافع کا حصول نہیں بلکہ انسانی فلاح اور معاشرتی انصاف کا قیام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تکافل اسلامی مالیاتی نظام کا ایک اہم جزو بن چکا ہے اور دنیا بھر میں اسلامی مالیاتی ادارے اسے کامیابی سے نافذ کر رہے ہیں۔[29]

تکافل کا ادارہ جاتی ڈھانچہ اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تعبیرات

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی نے تکافل کے ادارہ جاتی ڈھانچے کو اسلامی معاشیات کے اصولوں کے مطابق منظم کرنے پر خاص زور دیا ہے۔ ان کے نزدیک تکافل کا نظام محض ایک نظریاتی تصور نہیں بلکہ ایک مکمل ادارہ جاتی نظام ہے، جسے اسلامی اصولوں کے مطابق عملی شکل دی جا سکتی ہے۔ انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ تکافل اداروں کا بنیادی مقصد شرکاء کو معاشی تحفظ فراہم کرنا ہے، نہ کہ منافع کا حصول۔ یہی وجہ ہے کہ تکافل کے ادارہ جاتی ڈھانچے کو باہمی تعاون اور اجتماعی ذمہ داری کے اصولوں پر قائم ہونا چاہیے۔[30]

ڈاکٹر صدیقی کے مطابق تکافل کے ادارہ جاتی نظام کا بنیادی عنصر تکافل فنڈ ہے، جو تمام شرکاء کے عطیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فنڈ کا مقصد کسی بھی شریک کو پیش آنے والے نقصان کا ازالہ کرنا ہوتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اس فنڈ کا انتظام شفاف اور دیانت داری کے اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے، تاکہ تمام شرکاء کو اس نظام پر مکمل اعتماد حاصل ہو۔ ان کے نزدیک تکافل فنڈ کا تصور اسلامی اصولِ تبرع (donation) پر مبنی ہے، جو اسے روایتی انشورنس کے تجارتی ماڈل سے ممتاز کرتا ہے۔[31]

ڈاکٹر صدیقی نے تکافل اداروں کے انتظامی ڈھانچے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ان اداروں میں ایک منتظم (operator) ہوتا ہے، جو فنڈ کا انتظام کرتا ہے۔ تاہم، یہ منتظم فنڈ کا مالک نہیں ہوتا بلکہ محض ایک منتظم کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس کا معاوضہ ایک مقررہ فیس یا منافع کے ایک متعین حصے کی صورت میں دیا جاتا ہے، جو شرعی اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔ اس طرح تکافل کے ادارے میں منتظم اور شرکاء کے درمیان تعلق تجارتی مفاد کے بجائے اعتماد اور ذمہ داری پر مبنی ہوتا ہے۔[32] ڈاکٹر صدیقی نے تکافل کے ادارہ جاتی نظام میں شرعی نگرانی (Shariah supervision) کی اہمیت پر بھی زور دیا ہے۔ ان کے مطابق تکافل اداروں کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ ان کی تمام سرگرمیاں اسلامی شریعت کے مطابق ہوں۔ اس مقصد کے لیے ایک شرعی نگران بورڈ (Shariah Board) کا قیام ضروری ہے، جو ادارے کی سرگرمیوں کی نگرانی کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ تمام معاملات شرعی اصولوں کے مطابق انجام پائیں۔ یہ نگرانی تکافل کے نظام کی شرعی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔[33] اس کے علاوہ، ڈاکٹر صدیقی نے تکافل فنڈ کی سرمایہ کاری کے اصولوں کی بھی وضاحت کی ہے۔ ان کے مطابق تکافل فنڈ کو صرف ان شعبوں میں سرمایہ کاری کرنی چاہیے جو اسلامی شریعت کے مطابق ہوں۔ اس میں سودی لین دین، جوا، اور دیگر غیر شرعی سرگرمیوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اس طرح تکافل نہ صرف شرکاء کو معاشی تحفظ فراہم کرتا ہے بلکہ اسلامی معاشیات کے اصولوں کو بھی فروغ دیتا ہے۔[34]

معاصر اسلامی مالیاتی نظام میں ڈاکٹر صدیقی کی یہ تعبیرات نہایت اہمیت کی حامل ہیں، کیونکہ انہوں نے تکافل کے ادارہ جاتی ڈھانچے کو ایک واضح اور منظم شکل میں پیش کیا ہے۔ ان کی فکر نے اسلامی مالیاتی اداروں کو ایک ایسا عملی ماڈل فراہم کیا ہے جس کی بنیاد پر تکافل کے ادارے کامیابی سے قائم کیے جا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کے مختلف ممالک میں تکافل کے ادارے اسی اصولی ڈھانچے کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں، جو ڈاکٹر صدیقی اور دیگر اسلامی مفکرین نے پیش کیا تھا۔[35]

معاصر اسلامی مفکرین کے ساتھ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تعبیرات کا تقابلی جائزہ

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی کی تکافل سے متعلق تعبیرات کو معاصر اسلامی مفکرین کے افکار کے ساتھ تقابلی تناظر میں دیکھنے سے ان کی علمی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔ معاصر اسلامی معاشیات کے مفکرین جیسے محمد عمر چپرا، منیر قحف اور مفتی تقی عثمانی نے

بھی تکافل کے تصور پر تفصیلی بحث کی ہے، تاہم ڈاکٹر صدیقی کی تعبیرات اس لحاظ سے منفرد ہیں کہ انہوں نے تکافل کو نہ صرف ایک فقہی مسئلے کے طور پر بلکہ ایک جامع معاشی اور سماجی ادارے کے طور پر پیش کیا ہے۔[36] محمد عمر چپرا نے تکافل کو اسلامی معاشی نظام کے اس بنیادی مقصد سے مربوط کیا ہے جس کا تعلق معاشی انصاف اور انسانی فلاح سے ہے۔ ان کے مطابق اسلامی معاشیات کا بنیادی مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جس میں افراد کو معاشی تحفظ حاصل ہو اور معاشرتی عدم مساوات کو کم کیا جا سکے۔ ڈاکٹر صدیقی اور چپرا دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ تکافل اسلامی معاشیات کے اس مقصد کو حاصل کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ تاہم ڈاکٹر صدیقی نے تکافل کے ادارہ جاتی اور عملی پہلوؤں پر زیادہ تفصیل سے بحث کی ہے اور اس کے عملی نفاذ کے لیے ایک واضح فریم ورک فراہم کیا ہے۔[37]

اسی طرح منیر قحف نے بھی تکافل کے تصور کو اسلامی معاشیات کے اصولوں کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ ان کے مطابق تکافل ایک ایسا نظام ہے جو باہمی تعاون اور اجتماعی ذمہ داری کے اصولوں پر قائم ہے۔ تاہم ڈاکٹر صدیقی کی تعبیرات اس لحاظ سے زیادہ جامع ہیں کہ انہوں نے تکافل کو اسلامی مالیاتی نظام کے دیگر اداروں جیسے اسلامی بینکاری اور زکوٰۃ کے ساتھ مربوط کیا ہے۔ ان کے نزدیک تکافل اسلامی معاشیات کے اس جامع نظام کا حصہ ہے جس کا مقصد معاشی استحکام اور معاشرتی فلاح کو یقینی بنانا ہے۔[38]

مفتی تقی عثمانی نے بھی تکافل کے شرعی اصولوں اور اس کے عملی نفاذ پر تفصیلی بحث کی ہے۔ انہوں نے تکافل کو روایتی انشورنس کا ایک شرعی متبادل قرار دیا ہے اور اس کے مختلف ماڈلز جیسے مضاربہ اور وکالہ ماڈل کی وضاحت کی ہے۔ ڈاکٹر صدیقی اور مفتی تقی عثمانی دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ تکافل کا نظام اسلامی اصولوں کے مطابق ایک جائز اور مؤثر مالیاتی نظام فراہم کرتا ہے۔ تاہم ڈاکٹر صدیقی کی تعبیرات میں تکافل کے سماجی اور معاشی اثرات پر زیادہ زور دیا گیا ہے، جبکہ تقی عثمانی نے اس کے فقہی اور قانونی پہلوؤں پر زیادہ توجہ دی ہے۔[39]

ڈاکٹر صدیقی کی تعبیرات کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے تکافل کو اسلامی معاشیات کے مقاصد (Maqasid al-Shariah) کے تناظر میں پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک تکافل نہ صرف ایک مالیاتی ادارہ ہے بلکہ ایک ایسا نظام ہے جو انسانی فلاح، معاشی انصاف، اور معاشرتی استحکام کو فروغ دیتا ہے۔ یہ نقطہ نظر معاصر اسلامی معاشیات میں ایک اہم علمی پیش رفت کی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ اس سے تکافل کے تصور کو ایک وسیع تر معاشی اور سماجی تناظر میں سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔[40]

جدید تکافل ماڈلز کا جائزہ: ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تعبیرات کی روشنی میں

معاصر اسلامی مالیاتی نظام میں تکافل کے مختلف ادارہ جاتی ماڈلز متعارف کرائے گئے ہیں، جن کا مقصد اسلامی شریعت کے اصولوں کے مطابق انشورنس کا متبادل فراہم کرنا ہے۔ ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی نے اگرچہ تکافل کے بنیادی اصولوں اور نظریاتی بنیادوں پر زیادہ توجہ دی، تاہم ان کی تعبیرات جدید تکافل ماڈلز کو سمجھنے اور ان کی شرعی حیثیت کا جائزہ لینے کے لیے ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ ان کے پیش کردہ اصول، جیسے تبرع (donation)، باہمی تعاون (mutual cooperation)، اور شرعی سرمایہ کاری، جدید تکافل ماڈلز کی بنیاد بن چکے ہیں۔[41]

جدید تکافل نظام میں سب سے زیادہ رائج ماڈلز میں مضاربہ ماڈل (Mudarabah Model) اور وکالہ ماڈل (Wakalah Model) شامل ہیں۔ مضاربہ ماڈل میں تکافل آپریٹر شرکاء کے فنڈ کا منتظم اور مضارب ہوتا ہے، جو فنڈ کو شرعی اصولوں کے مطابق سرمایہ کاری کرتا ہے اور حاصل ہونے والے منافع میں سے ایک متعین حصہ بطور معاوضہ حاصل کرتا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کے مطابق یہ ماڈل اسلامی اصولِ شراکت اور منافع و نقصان کی تقسیم کے مطابق ہے، کیونکہ اس میں خطرے اور منافع کو

منصفانہ طور پر تقسیم کیا جاتا ہے۔[42] اسی طرح وکالہ ماڈل میں تکافل آپریٹر ایک وکیل (agent) کے طور پر کام کرتا ہے اور شرکاء کے فنڈ کے انتظام کے بدلے ایک مقررہ فیس حاصل کرتا ہے۔ اس ماڈل میں آپریٹر فنڈ کا مالک نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کا منتظم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کی تعبیرات کے مطابق یہ ماڈل اسلامی اصولِ وکالت کے مطابق ہے، کیونکہ اس میں آپریٹر اور شرکاء کے درمیان تعلق اعتماد اور نمائندگی پر مبنی ہوتا ہے، نہ کہ تجارتی مفاد پر۔[43]

جدید تکافل اداروں میں ایک اور ماڈل Hybrid Model کے نام سے متعارف ہوا ہے، جس میں مضاربہ اور وکالہ دونوں اصولوں کو یکجا کیا گیا ہے۔ اس ماڈل میں تکافل آپریٹر فنڈ کے انتظام کے لیے وکالہ فیس حاصل کرتا ہے، جبکہ سرمایہ کاری کے منافع میں بھی حصہ لیتا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کے اصولوں کی روشنی میں اس ماڈل کی شرعی حیثیت اس بات پر منحصر ہے کہ اس میں شفافیت، عدل، اور شرعی اصولوں کی مکمل پابندی کو یقینی بنایا جائے۔[44]

ڈاکٹر صدیقی نے اس بات پر بھی زور دیا کہ جدید تکافل ماڈلز کو اسلامی معاشیات کے بنیادی مقاصد، یعنی معاشرتی فلاح اور معاشی انصاف، کے مطابق ہونا چاہیے۔ ان کے مطابق اگر تکافل ادارے محض منافع کے حصول پر توجہ دیں اور اپنے سماجی مقصد کو نظر انداز کریں، تو وہ اسلامی معاشیات کے بنیادی اصولوں سے انحراف کریں گے۔ اس لیے انہوں نے اس بات کی ضرورت پر زور دیا کہ تکافل ادارے اپنے بنیادی مقصد، یعنی باہمی تعاون اور معاشرتی تحفظ، کو ہمیشہ مد نظر رکھیں۔[45]

معاصر اسلامی مالیاتی نظام میں ڈاکٹر صدیقی کی تعبیرات جدید تکافل ماڈلز کی شرعی اور معاشی حیثیت کو سمجھنے کے لیے نہایت اہم ہیں۔ ان کی فکر نے اسلامی مالیاتی اداروں کو ایک ایسا نظریاتی فریم ورک فراہم کیا ہے جس کی بنیاد پر جدید تکافل ماڈلز کو نہ صرف شرعی اصولوں کے مطابق منظم کیا جا سکتا ہے بلکہ انہیں اسلامی معاشیات کے وسیع تر مقاصد کے حصول کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تکافل اسلامی مالیاتی نظام کا ایک اہم اور تیزی سے ترقی کرنے والا شعبہ بن چکا ہے۔[46]

حاصل بحث

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے اپنی تحریرات میں اس بات پر زور دیا کہ مروجہ انشورنس میں موجود 'سود'، 'قمار' (جوئے) اور 'غرر' (غیر یقینی صورتحال) کا حل صرف پالیسیوں کی تبدیلی میں نہیں، بلکہ پورے ڈھانچے کی تبدیلی میں ہے۔ ان کی تعبیرات کے مطابق تکافل کی بنیاد درج ذیل نکات پر ہے جنہیں مقالہ ہذا کے نتائج کے طور پر بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

- باہمی تعاون (Mutual Cooperation): تکافل ایک نفع بخش کاروبار کے بجائے 'تبرع' (Donation) اور 'تعاون' کی بنیاد پر ہونا چاہیے، جہاں شرکاء ایک دوسرے کے نقصان کی تلافی کے ضامن بنیں۔
- موصوف خطرہ کی تقسیم (Risk Sharing): وہ 'رسک ٹرانسفر' (Risk Transfer) کے بجائے 'رسک شیئرنگ' کے قائل ہیں، جو کہ اسلامی نظامِ عدل کے عین مطابق ہے۔
- سرمایہ کاری کی پاکیزگی: تکافل کے تحت جمع شدہ فنڈز کو صرف ان جگہوں پر لگایا جائے جو شریعت کے مطابق ہوں، جیسا کہ انہوں نے اپنی تعبیرات میں واضح کیا ہے۔
- معاصر اردو تحقیقات میں ڈاکٹر صاحب کا موقف یہ رہا کہ اگرچہ تکافل ایک بہتر متبادل ہے، لیکن اسے سرمایہ دارانہ ذہنیت کے تحت نہیں بلکہ سماجی فلاح (Social Welfare) کے مقصد کے لیے استعمال ہونا چاہیے۔

References

[1] Ṣiddīqī, Nejātullāh, Dr., *Insurance in an Islamic Economy*, (Leicester: The Islamic Foundation, 1985), 12.
[2] Ṣiddīqī, Nejātullāh, Dr., *Muslim Economic Thinking A Survey of Contemporary Literature*, (Leicester: The Islamic Foundation, 2007), 145.
[3] Ṣiddīqī, Nejātullāh, Dr., *Issues in Islamic Banking*, (Leicester: The Islamic Foundation, 1983), 98.
[4] Ṣiddīqī, Nejātullāh, Dr., *Islamic Banking and Finance in Theory and Practice*, (Jeddah: Islamic Research and Training Institute, 2006), 56.
[5] Monzer Kahf, *Islamic Economics What Went Wrong*, (Jeddah: Islamic Research and Training Institute, 2002), 77.
[6] M. Umer Chapra, *Islam and the Economic Challenge,* (Leicester: The Islamic Foundation, 1992), 214.
[7] Ṣiddīqī, *Insurance in an Islamic Economy*, 15.
[8] Ṣiddīqī, *Muslim Economic Thinking A Survey of Contemporary Literature*, 148.
[9] Ṣiddīqī, *Islamic Banking and Finance in Theory and Practice*, 60.
[10] Ṣiddīqī, *Issues in Islamic Banking*, 102.
[11] M. Umer Chapra, *Islam and the Economic Challenge,* 218.
[12] Monzer Kahf, *Islamic Economics What Went Wrong*, 81.
[13] Ṣiddīqī, *Insurance in an Islamic Economy*, 22.
[14] Ṣiddīqī, *Issues in Islamic Banking*, 105.
[15] Ṣiddīqī, *Muslim Economic Thinking A Survey of Contemporary Literature*, 152.
[16] M. Umer Chapra, *Towards a Just Monetary System*, (Leicester: The Islamic Foundation, 1985), 189.
[17] Ṣiddīqī, *Islamic Banking and Finance in Theory and Practice*, 64.
[18] Monzer Kahf, *Islamic Economics What Went Wrong*, 84.
[19] Ṣiddīqī, *Islamic Banking and Finance in Theory and Practice*, 68.
[20] Ṣiddīqī, *Insurance in an Islamic Economy*, 27.
[21] Ṣiddīqī, *Issues in Islamic Banking*, 110.
[22] M. Umer Chapra, *Islam and the Economic Challenge,* 221.
[23] Monzer Kahf, *Islamic Economics What Went Wrong*, 88.
[24] Ṣiddīqī, *Islamic Banking and Finance in Theory and Practice*, 72.
[25] Ṣiddīqī, *Insurance in an Islamic Economy*, 31.
[26] Ṣiddīqī, *Muslim Economic Thinking A Survey of Contemporary Literature*, 160.
[27] M. Umer Chapra, *Islam and the Economic Challenge,* 224.
[28] Monzer Kahf, *Islamic Economics What Went Wrong*, 92.
[29] Ṣiddīqī, *Issues in Islamic Banking*, 115.
[30] Ṣiddīqī, *Islamic Banking and Finance in Theory and Practice*, 75.
[31] Ṣiddīqī, *Insurance in an Islamic Economy*, 36.
[32] Ṣiddīqī, *Issues in Islamic Banking*, 118.
[33] M. Umer Chapra, *Towards a Just Monetary System*, 193.
[34] Monzer Kahf, *Islamic Economics What Went Wrong*, 96.
[35] Ṣiddīqī, *Muslim Economic Thinking A Survey of Contemporary Literature*, 165.
[36] Ṣiddīqī, *Insurance in an Islamic Economy*, 40.
[37] M. Umer Chapra, *Islam and the Economic Challenge,* 228.
[38] Monzer Kahf, *Islamic Economics What Went Wrong*, 101.
[39] Muhammad Taqi Usmani, Mufti, *An Introduction to Islamic Finance*, (Karachi: Idaratul Ma'arif, 1998), 167.
[40] Ṣiddīqī, *Islamic Banking and Finance in Theory and Practice*, 81.
[41] Ṣiddīqī, *Insurance in an Islamic Economy*, 45.
[42] Ṣiddīqī, *Islamic Banking and Finance in Theory and Practice*, 85.
[43] Ṣiddīqī, *Issues in Islamic Banking*, 121.
[44] Muhammad Taqi Usmani, *An Introduction to Islamic Finance*, 172.
[45] M. Umer Chapra, *Islam and the Economic Challenge,* 231.
[46] Monzer Kahf, *Islamic Economics What Went Wrong*, 105.